پروفیسر خالد شبیر احمد

امیرِ شریعت کی یاد میں

سیلِ حرماں کے مقابل اک دلِ بے تاب ہے / میرے ارمانوں کی دنیا کس قدر بے آب ہے
ہیں میرے اطراف میں سپنے پرے بکھرے ہوئے / کہکشاؤں کی طرح ستھرے ہوئے نکھرے ہوئے
عشق تیرا بے کراں ہے میں ضعیف و ناتواں / تو بہارستانِ عالم میں گیاہِ بے نشاں
میرے ذوق و شوق کا مفہوم تُو عنوان تُو / میرے علم و حلم کا ادراک تُو وجدان تُو
ہجر کے ہاتھوں اگرچہ زندگی ناشاد ہے / تیری یادوں سے وَلے دل شاد ہے آباد ہے
ڈوبتی نبضیں، نگاہیں رنج و غم سے بے قرار / ہجر میں تیرے سراپا انتظار و سوگوار
شیشۂ دل میں میرے اب تو ہی آتا ہے نظر / سُونا سُونا سا ہے تیری یاد کا سارا سفر
حسرت و یاس و الم کے سارے داغوں کو لئے / ہوں رواں میں راہِ غم پہ ان چراغوں کو لئے
میرے شعروں میں نہاں ہے تیری فرقت کا الم / دل کی دھڑکن میں بسی ہیں تیری یادیں تیرا غم
ہے مسلسل میرے دل میں تیرے ملنے کی لگن / نقش ہے اب تک میرے دل پر تیرا طرزِ سخن
قلب و جاں میں اشتیاقِ دید کی برق تپاں / ضبط کا ہے یا میرے صبر و رضا کا امتحاں
ضو فشاں جس روز سے دل میں میرے ہے تیری ذات / ہیں شکستہ کعبۂ جاں کے سبھی لات و منات
تیرے قدموں سے ملا مجھ کو شعورِ بندگی / تیرے جذبوں سے مہکتا ہے جہانِ زندگی
فیض سے تیرے ہمہ تن میں ہوا ہوں فیضیاب / میرے فکر و فن کا ہر گوشہ درخشاں آفتاب
کارگاہِ فکر میں تیرے تصور کو ثبات / بن گیا تیرا جنوں میرا اثاثۂ حیات
غیرتِ ملی کی بے شک دلربا تصویر تو / سینۂ ظلمت پہ روشن حرف کی شمشیر تو
دل دھڑکتا تھا ہمیشہ تیرا ملت کے لئے / تُو سراسر مضطرب تھا دیں کی عظمت کے لئے
تیرے لفظوں کی روانی آبشاروں کا بہاؤ / یاد آتا ہے مجھے تیری خطابت کا رچاؤ
تُو ہے روشن استعارہ نطق کے اعجاز کا / قلب کو گرما گیا شعلہ تیری آواز کا
تیری صورت کی وجاہت گیسوؤں کے پیچ و خم / دیکھ کر جس کو سدا رکتے رہے چلتے قدم
میرے سارے وصف ہیں تیرا کرم تیری عطا / ہے نواؤں میں میری مضمر فقط تیری صدا
میرا ظاہر میرا باطن ہے سراسر تیرا غم / دھڑکنیں قلبِ حزیں کی ہوں کہ ہو آنکھوں کا نم
میں کہ تیری زندگانی کا تتمہ ہو گیا / تیری چاہت کے معنا میں کا حوالہ ہو گیا
کیا یہ ممکن ہی نہیں ہے اب تیرا ملنا مجھے / کیا نہیں ہے اب میسر زخم کا سلنا مجھے
آ کہ اب تو خالدِ شبیر ہے غم سے نڈھال / اپنے دیوانے کو اپنی دید سے کر دے نہال